باب: 53

خواجہ معین الدین چشتیؒ

(1138 - 1235 AD)

حضرت معین الدینؒ، سجستان میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد، خواجہ غیاث الدین حسن بہت دولتمند تاجر ہونے کے ساتھ ساتھ بڑے عابد و زاہد تھے۔ خواجہ معین الدین نجیب الطرفین سید ہیں۔ آپ کا سلسلۂ نسب حضرت علیؓ تک پہنچتا ہے۔

آپ کی تعلیم و تربیت خراسان میں ہوئی۔ پھر آپ سمرقند گئے۔ اور جب آپ عراق کے لیے نکلے تو راستے میں پہلے قصبہ ہرون، نیشاپور پر رکے۔ یہاں آپ حضرت خواجہ عثمان ہروی چشتیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان سے بیعت کی۔ ایک عرصہ دراز تک ان کی خدمت میں رہے اور کمالِ مجاہدہ اور ریاضت کی۔ جس کے بعد آپ کو ان سے خلافت ملی۔ پھر آپ نے مختلف علاقوں میں گھوم پھر کر کئی اولیائے کرام سے ملاقاتیں کیں۔ سیر العارفین میں شیخ جمالیؒ نے لکھا ہے کہ آپ بغداد میں 57 روز تک حضرت غوث الاعظمؒ کے ساتھ بھی رہے۔

بغداد، ہرات، تبریز اور بلخ سے ہوتے ہوئے حضرت معین الدینؒ ہندوستان آئے اور پہلے لاہور پہنچے۔ مشہور ہے کہ یہاں آپ نے حضرت داتا گنج بخشؒ کے مزار پر چلہ کشی کی۔ لاہور سے آپ ملتان تشریف لے گئے۔ یہاں آپ نے کچھ عرصہ قیام کر کے ہندوستانی زبانوں میں مہارت حاصل کی۔ اس کے بعد آپ دہلی آئے اور مختصر قیام کے بعد اجمیر کا رخ کیا۔ اُس وقت ہندوستان کے بادشاہ رائے پتھورا کا قیام اجمیر میں تھا اور شہر اجمیر، دہلی سے بھی زیادہ اہمیت رکھتا تھا۔ تاہم طبقاتِ ناصری کے ایک حوالے سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ جب اجمیر پہنچے تو سلطان معزالدین غوری کی لشکر کشی کے سبب اس ہندو حکمران کا خاتمہ ہو چکا تھا۔

آپ کے آنے سے پہلے، تمام ہندوستان میں کفر و بت پرستی کا رواج تھا۔ یہاں کے بیشتر سرکش خدائی کا دعویٰ کرتے تھے۔ اور اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کا شریک سمجھتے تھے۔ وہ پتھر، ڈھیلے، درخت، چوپایوں اور گائے، حتیٰ کہ ان کے گوبر تک کو سجدہ کرتے تھے۔ غرض کفر کی تاریکی ہر طرف پھیلی ہوئی تھی۔ اجمیر پہنچنے پر جلد ہی حضرت معین الدینؒ کی ذات سے نہ صرف مسلمان گرویدہ ہو کر آپ کے قریب آنے لگے بلکہ بیشتر

Siddiqui Publications

کفار بھی آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کرنے کے لیے تیار ہوتے چلے گئے۔ آپ کے تشریف لانے سے دیکھتے ہی دیکھتے پورے علاقے میں اسلام پھیلنے لگا۔ اور یہاں کی تاریکی جلد ہی نورِ اسلام سے روشن اور منوّر ہو گئی۔

خواجہ صاحبؒ اپنے عہد کے بہت بڑے بزرگ تھے۔ ہندوستان میں اسلام کی تبلیغ واشاعت آپ کا سب بڑا کارنامہ ہے۔ آپ ہی نے ہندوستان میں چشتیہ سلسلہ کی بنیاد رکھی۔ چشت، ہرات کے قریب ایک گاؤں ہے جہاں خواجہ ابو اسحٰق شامیؒ نے اس سلسلہ کو شروع کیا تھا۔ معین الدین چشتیؒ کے مرشد کو اسی سلسلہ میں خلافت ملی تھی۔ شیخ شہاب الدین سہروردیؒ اپنی کتاب "عوارف المعارف" میں چشتیہ سلسلے کے نظریات کی تفصیلات بتاتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس سلسلے کا بنیادی تصور "وحدت الوجود" (یعنی تمام موجودات کو صرف اعتباری اور فرضی ماننا) ہے۔ وہ ذاتی جائداد کو مکمل اپنا جان کر اس پر قبضہ رکھنے کو "توکل علی اللہ" کے منافی خیال کرتے ہیں۔ دنیاوی ساز وسامان اور مادی شہوات کو ترک کرنا پسند کرتے ہیں۔ وہ امن و صلح اور عدم تشدد پر اعتقاد رکھتے ہیں۔ انتقام اور بدلے کو حیوانی طریقہ خیال کرتے ہیں۔ ان کے پاس حکومت سے راہ ورسم بڑھانا بالکل ممنوع ہے۔ ان کے نزدیک صوفیانہ زندگی کی غایت، فقط اللہ تعالیٰ کے لیے جینا ہے۔ صوفی کو نہ تو جنت کی تمنا کرنی چاہیے اور نہ دوزخ سے ڈرنا چاہیے۔ چشتی صوفیا، ریاضت کی ابتدا کرنے سے پہلے رسمی طور پر اسلام کو قبول کرنے کا مطالبہ ضروری شرط کے طور پر نہیں کرتے۔ بلکہ ان کے مطابق رسمی طور پر اسلام قبول کرنے سے پہلے جذباتی زندگی میں انقلاب کا پیدا ہونا نہایت ضروری ہے۔

معین الدین چشتیؒ کے خلفاء میں خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ اور شیخ حمید الدین ناگوری نے بڑی شہرت پائی۔ خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ، بغداد میں معین الدین چشتیؒ کے مرید ہوئے تھے اور دہلی میں آپ نے چشتی سلسلہ کا کام بڑی خوبی سے انجام دیا۔ شیخ حمید الدین ناگوریؒ، بخارا سے دہلی آئے تھے لیکن پہلے وہ ناگور میں رہے اس لیے ناگوری مشہور ہو گئے۔

معین الدین چشتیؒ کا مزار اجمیر ہی میں ہے۔ مالوے کے خلجی سلاطین نے باقاعدہ مقبرہ بنوایا۔ درگاہ کے احاطے میں بہت سی عمارتیں، دروازے، مسافر خانے، لنگر اور مسجدیں ہیں جو مغل شہنشاہوں، رئیسوں اور صوفیوں نے مختلف وقتوں میں وہاں پر تعمیر کروایا۔ شہنشاہ اکبر کے عہدِ حکومت تک آپ کا مزار، ملک کی سب سے بڑی زیارت گاہ کے طور پر شہرت پاچکا تھا۔